Article

Critical Concepts of Makhail Bakhtin: An analytical Study

میخائیل باختن کے تنقیدی تصورات: تجزیاتی مطالعہ

Dr.Waqar Ahmad *[1]
Visiting Lecturar, Department of Urdu,University of Mianwali
Dr Farukh Nadeem *[2]
Assistant Professor, Department of English, International Islamic University Islamabad.
Dr Sajid Iqbal *[3]
Lecturer, Department of Urdu, University of Chakwal.

1.ڈاکٹر وقار احمد

وزٹنگ لیکچرار، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف میانوالی

2-ڈاکٹر فرخ ندیم

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ انگریزی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

3-ڈاکٹر ساجد اقبال

لیکچرار، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف چکوال

Correspondanance: waqar.gcu786@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 20-04-2024
Accepted:23-06-2024
Online:28-06-2024

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of

Abstract: Mikhail Bakhtin emerges as a literary critic in Russian formalism. He has different concepts of seeing literature than other formalists, including carnival, heteroglossia, deglossia, polyphonic and chronotope. These concepts are related to Marxist thought. If seen, they are purely related to society. If the literature is evaluated based on them, there are many factors that challenge the power system and help in the development of democracy.In this article, effort is made to analyse the above mentioned concepts of Mikhail Bakhtin.

the Creative Common
Attribution (CC BY)
license

KEYWORDS: Mikhail Bakhtin , Russian Formalism, Marxism, Heteroglossia, Chornivalous, Monologous , polyphonic, Literary Devices New criticism

روسی ہیئت پسندی:

روسی ہیئت پسندی نے جہاں ادب کے الگ قرینے وضع کیے وہیں اس کے پلیٹ فارم سے میخائل باختن کا تعارف بھی ہوا۔ تنقیدی ادب کا یہ شخص 17 نومبر 1895ء کو روس کے شہر اوریل ”Oryal“ میں پیدا ہوا۔ 7 مارچ 1975ء کو روس کے شہر ماسکو میں اس کی وفات ہوئی۔ دنیائے ادب میں اس نے ایسا تنقیدی سرمایہ چھوڑا ہے کہ رہتی دنیا تک اس کے ادبی کام کو یاد کیا جاتا رہے گا۔ روسی ہیئت پسندی ادب کو متن کے حوالے سے دیکھنے پر زور دیتی ہے۔ جب کہ میخائل باختین اس ادبی تحریک کے ساتھ رہتے ہوئے بھی مارکسی فکر کو اپنائے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ باختین جو کہ ادب کو اخلاقیات ”Ethics“ اور جمالیات ”Aeshtetics“ جیسے موضوعات سے منسوب کرتا ہے اسی بنیاد پر اس کو بیسویں صدی کے اہم ادبی نقادوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

میخائل باختین:

میخائل باختین ایک روسی فلسفی اور ادبی نقاد کے طور پر مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے ادبی تھیوری میں اخلاقیات اور زبان کے فلسفے پر کام کیا۔ ان کی تحریروں نے جہاں ادب کو مارکسی فکر کے دائرے میں رہتے ہوئے پرکھنے پر زور دیا وہیں تعلیم کے مختلف شعبوں پر کام کرنے والے اسکالر کو بھی متاثر کیا۔ میخائل باختین کے ہاں ادبی روایات سے ہٹ کر ادبی تنقید، تاریخ، فلسفہ، سماجیات، بشریات اور نفسیات جیسے موضوعات کو الگ زاویہ نگہ سے دیکھنے کے رجحانات دکھائی دیتے ہیں۔ میخائل باختین ادبی تنقید کو جمالیات اور اخلاقیات میں بنیادی کلیدی قرار دیتے ہیں۔ عبدالعزیز ملک میخائل باختین کی ادبی تنقید کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں:

> ”باختین نے اپنی توجہ زبان کے سماجی اور طبقاتی کردار پر کم اور اس بات پر
> زیادہ مرکوز کی کہ زبان ہی اقتدار کا قلع قمع کرتی ہے اور متبادل آوازوں
> ”Alternate Voices“ کو سامنے لاتی ہے۔ اس نے کارل مارکس کی

طرح بیان ''Utterances'' کی سماجی توضیع کی۔ یوں اس نے تاریخی
مادیت سے اپنا فکری تعلق جوڑ لیا۔''(1)

باختین اسکول:

میخائل باختین نے جس عہد میں جنم لیا وہ روس کی تاریخ میں ایک افراتفری کا عہد تھا۔ انہوں نے ''University of St. Petersburg (Petrograd)'' سے 1918ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ جبکہ پیٹرزبرگ (Petersburg) ان دنوں ادبی تنقید کے حوالے سے کافی مشہور تھا اور ایسے تنقیدی مرکز کے طور پر بھی جانا جاتا تھا جس میں علامت نگار اور مستقبل کے فارمسٹ شامل تھے۔ میخائل باختین ایک ایسے ہی ادبی مرکز میں شامل ہو جاتا ہے جہاں بحث و مباحثے ہوا کرتے تھے۔ اس ادبی گروہ میں F.F Zelinshi اور Wendenshi جیسے افراد شامل تھے جن سے میخائل باختین متاثر ہوئے۔ دراصل یہ ہی وہ عہد ہے جس میں پہلا باختین سرکل بنایا گیا۔ اس سرکل میں وولیوشینوف، Lev pumpianshij اور Matregisai Kagan جیسے افراد شامل تھے۔ 1920ء میں میخائل باختین Vitebsh چلے گئے اور وہیں ان کے گروہ میں ماہر فلسفی پاوٗل میڈویڈیف (Pavel Medvedev) شامل ہو گئے۔ 1924ء میں باختین نے شادی کی اور بیوی کے ساتھ St. Petersburg واپس آ گئے۔ اب ان کے سرکل میں موسیقار، فلسفی، ماہر لسانیات اور شاعر بھی شامل ہو چکے تھے۔ اس سرکل کو میخائل باختین جیسے ذہین شخص کی سرپرستی حاصل تھی۔

باختین سرکل کے قیام سے پہلے ادب میں جمالیاتی عمل جو کہ انفرادی خیال کیا جاتا تھا۔ باختین نے اس کو بین الا انفرادی مقاصد سے وابستہ قرار دیا۔ اس موقف کو سامنے رکھا جائے تو ناول اور طربیہ کو مرکز مائل حیثیت کا حامل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح باختین کسی بھی ادب کو تنہائی میں دیکھنے کے قائل دکھائی نہیں دیتے بلکہ اس کے عام رجحانات کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ ہر ناول اسالیب اور آوازوں کی مدد سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں موجود زبان اپنی نہیں ہوتی بلکہ دوسروں سے مستعار لی ہوئی ہوتی ہے یہاں تک کہ مصنف بھی ان مقامی بولیوں کا اظہار کرتا ہے جب کہ معیاری زبان اشرافیہ کی پیداوار ہوتی ہے اور یہ آواز ان کی تقریروں سے لی گئی ہوتی ہے۔ عام اور روزمرہ زندگی میں یہ آواز سماجی اور طبقاتی بولیوں کو دبا دیتی ہے۔ باختین سرکل کے افراد ایک تعمیر ساز کے روپ میں سامنے آتے ہیں۔ ان کے تصورات کی بدولت زبان میں جمہوری روایات اس وقت ابھر کر سامنے آتے ہیں جب ان کو سماج کی سطح تک رسائی حاصل ہو۔ باختین کے اس سرکل کو باختین سکول کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سرکل سے تعلق رکھنے والے افراد کو تجریدی لسانیات سے کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ یہ لوگ صرف اور صرف سماج میں موجود رویوں اور رجحانات کو سامنے لانا چاہتے تھے۔ وولیوشینوف جو کہ اس سرکل میں ایک اہم رکن کے طور پر سامنے آتا ہے اس کے نزدیک ''الفاظ'' متحرک سماجی علامات کی صورت سامنے آتے ہیں۔ یہ الفاظ سماجی اور تاریخی حالات میں مختلف طبقات کے لیے الگ معانی اور مفاہیم اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس قسم کے تصورات دوسرے لسانی ماہرین پر بجلی بن کر گرے جن کی بدولت باختین سکول اور روسی ہیئت پسندوں کے درمیان ایک خلیج پیدا ہو گئی۔ باختین سکول مارکسی مکتبہ فکر کے تصورات کی حمایت کرتا ہے جب کہ ہیئت پسندوں کے ہاں

یہ بات ناقابلِ قبول تھی۔ اس سرکل میں پاوٗل میڈویڈیف کا یہ تصور عزت اور تکریم کا باعث بنا۔ کریگ برنڈسٹ (Craig Brandist) اس صورتِ حال کو اس طرح لکھتے ہیں:

> "To do justice to Medvedevis originality as a thinher one needs to approach this radical difference from the perspective of genre. Medvedevis the formal method deserves praise as the earliest systematic statement of genre theory from within the baktin circle."(2)

باختین سکول میں میخائل باختین روح رواں کے طور پر سامنے آتا ہے ان کے ہاں ادب کے متعلق جو تصورات تھے ان کو دیکھا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ناول سماجی تنقید سے تعلق رکھتا ہے جب کہ شاعری میں آمریت دکھائی دیتی ہے اور یہ فردِ واحد کی زبان ہوتی ہے۔ اس میں مرکز مائل قوتیں کار فرما ہوتی ہیں۔ شاعری کے برعکس اگر ناول کو دیکھا جائے تو اس میں جمہوریت جھلکتی ہے اور یہ صنف مرکز گریز کے طور پر سامنے آتی ہے۔ اس میں سماجی سیاق کو سامنے رکھ کر مواد کا تعین فارم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حکمران اور جاگیر دار طبقہ شاعری کی سرپرستی کر رہا ہوتا ہے اور شاعری میں زبان کی ساختیں نقلی نقاب اوڑھے ہوتی ہیں۔ اس میں اشرافیہ اور جاگیر دار طبقے کی لگژری پوشیدہ ہوتی ہے۔ بالائی طبقہ جب زوال پذیر ہوا تو ناول کا ظہور ہوا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ناول میں جمہوری فکر جو کہ معاشرے میں موجود ہوتی ہے ابھر کر سامنے آتی ہے۔ باختین سرکل میں جتنے بھی تصورات سامنے آتے ہیں ان کو میخائل باختین سے منسوب کیا جاتا ہے۔ 1960ء کے بعد جب اس سرکل کے ادبی کام کا جائزہ لیا جانے لگا تو درج ذیل تصورات ابھر کر سامنے آتے ہیں جن کو باختین کے تصورات کا نام دیا جاتا ہے۔ اور ان کی بنیاد پر لوگ ادب میں موجود ان جمہوری رویوں کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتے ہیں جو کہ کسی بھی ادب میں ہو سکتے ہیں۔ کارنیوال (Cornival)، ہیٹروگلوسیا (Hetroglossia)، ڈگلوسیا (Diglossia)، پولی فونک (Polyphonic) اور کرونوٹوپس (Chronotopes) یہ ایسے تصورات ہیں جو کہ مارکسی فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی بدولت ادب کو الگ زاویۂ نگاہ سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

کارنیوال:

کارنیوال (Cornival) ایک ایسے تصور کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے جس کا مقصد انسان کی زندگی کو حالت جمود سے نکال کر حرکت پر گامزن کرنا ہے۔ میخائل باختین اس کی وضاحت کے لیے قرونِ وسطیٰ کا سہارا لیتا ہے۔ اگر یونانی عہد کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس عہد میں انسان کی زندگی دو طرح سے سامنے آتی ہے۔ ایک وہ جس میں وہ اپنے معاش کو تلاش کرتے ہیں۔ اس میں تمام افراد اشرافیہ کے زیرِ سایہ اپنے دن گزار رہے ہوتے ہیں اور ان پر

حالت جمود طاری ہوتی ہے۔ تمام افراد جو کہ حکمرانوں کے غلام ہوتے ہیں اور ہاتھ باندھ کر بس سننے کے عادی ہیں اس عہد میں مالک اور غلام کا رشتہ ہوتا ہے۔ جب کہ دوسری زندگی جو کہ ان کو سال میں صرف ایک بار میسر آتی تھی جس میں ہر کوئی اپنے عہدے، منصب اور طاقت کو بھول کر آزادانہ زندگی گزارنے کو ترجیح دیتا ہے۔ یہ زندگی چند لمحات پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس زندگی میں مالک، غلام، امیر، غریب اور حکمران سب اپنی حیثیت بھول کر سماج سے تصادم کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس صورتِ حال کو وہ میلے ٹھیلے سے منسوب کرتا ہے۔ اس میں تمام طبقات زبان کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں اور تمام افراد سماج میں پائے جانے والے ان رویوں پر تنقید کرتے دکھائی دیتے ہیں جو معاشرے میں تضاد کا باعث ہوتے ہیں جبکہ ان کی ہر بات کو بھلا دیا جاتا ہے۔ میخائل باختین کہتا ہے کہ یہ صورتِ حال اس وقت بدل گئی جب سترہویں صدی نے انسانوں کے اندر مادہ پرستی کی ہوس پیدا کر دی۔ اس مادیت کے دور میں ہر کوئی مصروف ہوتا چلا گیا اور میلے ٹھیلے جس کو وہ کارنیوال (Cornival) کا نام دیتا ہے اس کی جگہ تھیٹر نے لے لی۔ میلے میں ہر کوئی شامل ہوتا تھا اب ان کی جگہ فن کار شامل ہو گئے۔ جو ہنسی خوشی معاشرے پر تنقید کر رہے ہوتے ہیں جن کی باتوں کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کارنیوال (Cornival) ادب میں اپنی جگہ بنالیتا ہے۔ یہ صورتِ حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آزادی کے ایام میں نفرت، دہشت گردی اور قتل و غارت گری نے سر اٹھایا اور عہدِ وسطیٰ کی تمام علامتیں زمیں بوس ہو گئیں۔ کارنیوال (Cornival) ایسی جگہ تھی جس میں تاج پوشی غلام کو کرادی جاتی تھی جب کہ بادشاہ بھی یہ منظر دیکھ رہے ہوتے تھے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے ادب کا جائزہ لیا جائے تو ناول ایک ایسی صنف کے طور پر سامنے آتا ہے جس میں یہ تمام خصوصیات موجود ہو سکتی ہیں۔ میخائل باختین نے یہ تصور ”Rabelis and his world“ میں پیش کیا۔ باختین کے نقطہ نظر میں یہ ایک علامتی اور مضحکہ خیز واقعہ ہے جو اکثر ادب اور ثقافت میں ہوتا ہے۔ اس صورتِ حال میں معاشرے کے قوانین اور روایات کو عارضی طور پر تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ کارنیوال میں مبالغہ آرائی اور جسمانی افعال کی تصویر کشی ہوتی ہے جو قائم شدہ اصولوں کی سنجیدگی کو چیلنج کرتی ہے۔ اس میں شامل ہونے والے افراد اکثر بھیس بدل کر شامل ہوتے ہیں جو آزادی اور گمنامی کے احساس کا باعث ہوتے ہیں۔ کارنیوال میں سماجی درجہ بندی کو عارضی طور پر الٹ دیا جاتا ہے۔ ہنسی اور طنز و مزاح اس میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک اجتماعی تقریب کا نام ہے۔ اس میں برادری اور اتحاد کے احساس کو تقویت ملتی ہے۔ کارنیوال کا تصور ادبی تھیوری، ثقافتی مطالعہ اور میڈیا کے ساتھ ساتھ آرٹ کی مختلف شکلوں کے تجزیے میں اثر انداز رہا ہے۔ یہ ان طریقوں پر روشنی ڈالتا ہے جن میں مزاح، پیروڈی، ثقافتی تنقید اور بغاوت جیسے عناصر ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ میخائل باختین ”Rabelais and his world“ میں کارنیوال کے متعلق اس طرح لکھتا ہے:

> Thus Carnival is the people's second life, " organized on the basis of laughter. It is a festive

life. Festivity is a peculiar guality of all comic rituls and spectacles of the middle ages."(3)

ہیٹروگلوسیا:

ہیٹروگلوسیا(Heteroglossia)سے مراد کسی بھی متن میں موجود، ثقافت یا معاشرے کی متعدد آوازیں اور زبانیں جو گفتگو کی صورت ظاہر ہوتی ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ زبان فردِ واحد کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ ایک متحرک اور متنوع نظام ہے جس کی تشکیل میں مختلف سماجی، تاریخی اور نظریاتی اثرات شامل ہوتے ہیں۔ باختین ادب کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہیٹروگلوسیا کو بیان کرتا ہے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ تحریریں تنہائی میں نہیں لکھی جاتی بلکہ وہ بہت سی آوازوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جن میں دیگر مصنفین، سماجی گروہ اور تاریخی ادوار کی آوازیں شامل ہوتی ہیں۔ یہ متنوع آوازیں ادبی کاموں کی بھرپور پیچیدگی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ہیٹروگلوسیا(Hetroglossia)کے اندر ایسے سماجی تفاعل موجود ہوتے ہیں جو کسی بھی آواز میں معنی کی بنیادی شرط ہوتے ہیں۔ ان میں ماحول کو متن پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ مرکز مائل اور مرکز گریز کے درمیان زبانی تنازعہ موجود ہوتا ہے۔ جب کہ مرکز گریز طاقتوں پر انحصار کیا جاتا ہے۔ مرکز مائل قوتیں جو کہ نظام اقتدار کی حمایت یافتہ ہوتی ہیں اور مرکز گریز طاقتوں کی بدولت ان کو چیلنج کیا جاتا ہے جن کی بدولت زبان مسلسل ارتقا میں رہتی ہے۔ اس میں موجود تضادات اور انفرادیت سماجی اور معاشی پیداواری رشتے پیدا کرتے ہیں۔ ہیٹروگلوسیا میں مقامی بولیاں، پیشہ ورانہ اصطلاحات، عام زبانیں، گروہی زبانیں، نسلی تفاخر اور متضاد رویے موجود ہوتے ہیں جو مرکزی وحدت کو درہم برہم کرتے ہیں۔ کسی بھی متن میں موجود مختلف مقامی بولیاں معنی کو نئی تفاہیم میں منعکس کرتی ہیں اور یہ مختلف ادوار میں مختلف معانی بیان کرتی ہیں۔ سیو وائس(See vice)ہیٹروگلوسیا کے بارے میں اس طرح لکھتا ہے:

Once it exters the novel heteroglossia does not " simply consist of a neutral series of different languages; these languages are bound to conflict at the very least with the author's language with each other, and with any surrounding languages which do not necessarily appear in the text. It they another's speech in another's language (on 326), expressing the author's intentions but in a refrected way."(4)

ڈگلوسیا

میخائل باختین جس کا تعلق روسی ہیئت پسندی سے تھا مگر یہ اپنی الگ شناخت اس وقت بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے جب اس کے ہاں مارکسی فکر کے عناصر نمایاں ہوئے۔ باختین کے تصورات جو کہ سماج سے تعلق رکھتے ہیں ان میں اس نے ادب کو سماجی، معاشی اور سیاسی تناظرات میں پرکھنے پر زور دیا۔ ڈگلوسیا (Diglossia) کسی ادب میں ادبی یا ثقافتی روایت کے اندر متعدد زبانوں یا زبان کے اسلوب کے بقائے باہمی پر مرکوز ہے۔ باختین کے خیال میں ادب کے اندر زبان مکالمے اور تعامل کے ذریعے متحرک اور مسلسل ارتقا میں رہتی ہے۔ کسی بھی ادبی روایت یا ثقافت کے اندر متعدد "آوازیں" یا لسانی اسلوب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا سماجی اور نظریاتی تناظر ہوتا ہے اور یہ آوازیں ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ جس کی بدولت یہ ایک پیچیدہ اور متحرک ادبی منظرنامے کا باعث بنتی ہیں۔ میخائل باختین کا تصور ڈگلوسیا (Diglossia) ادب میں زبان کے تنوع اور آوازوں کی کثرت پر زور دیتا ہے۔ میخائل باختین کے مطابق فرد واحد کا شعور "کل" نہیں بلکہ "جز" ہوتا ہے۔ ایک شعور معاشرے میں موجود دوسرے شعوروں سے مسلسل تصادم میں رہتے ہوئے دوسرے شعوروں کی سرحد پر رہتا ہے۔ ادب یا سماج میں دیکھا جائے تو مکالماتی لفظ دوسرے افراد کی سوچ کے مطابق ادا کیا جاتا ہے۔ انسانی شعور جو کہ اکیلے کچھ بھی نہیں کر سکتا اس لیے دوسرے شعوروں کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ایک شعور ہر لحہ فطرت، ذات، معاشرہ اور سماج سے تصادم میں رہتا ہے جب کہ زبان مکالماتی نوعیت کو بڑھا سکتی ہے۔ اسی طرح ہماری زبان اندرونی طور پر کئی چیزوں کے مکالمے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وارن گینز برگ (Warn Ginsbarg) ڈگلوسیا کے متعلق اس طرح لکھتا ہے:

> Double voicedness of course, is anidea central to " Bakhtin. In many respects. I would number the Filostrato among the forerunners of Bakhtin conception of the novel. It does not present, however an artistic image of language's diglossia so much as it inscribes rhetoric's ability to destablilizete monologic."(5)

پولی فونک:

پولی فونک (Poliphonic) کا تصور باختین کے ہاں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک متن میں متعدد آزاد آوازیں یا نقطہ نظر شامل ہو سکتے ہیں جیسا کہ موسیقی میں متعدد دھنیں موجود ہوتی ہیں جو موسیقی کو سماعت کے قابل بناتی ہیں۔ پولی فونک کو کثیر الاصواتی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں مختلف آوازیں موجود ہوتی ہیں۔ ظاہری سطح پر "مصنف کی آواز" جو بغیر کسی مداخلت کے موجود ہوتی ہے "راوی کی آواز" جو ادبی اندازِ بیان کی حامل ہوتی ہے اور آخری آواز جو کہ

"کردار" کی زبانی ادا ہوتی ہے۔ اس میں مقامی لب ولہجہ اور آزادی اظہار کی صورت ممکن ہوتی ہے اور اس آواز پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ باختین کا یہ تصور زبان اور کہانی سنانے کی متحرک اور متعامل نوعیت کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ تصور اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ ادب میں مختلف آوازیں کہانی کے بیانیے کو کس طرح لسانی اعتبار سے انسانی تجزیے کے تنوع کو پیچیدہ بناتی ہیں۔ یہ تصور ادبی تھیوری پر اثرانداز ہوتا ہے اور اس کا اطلاق ناولوں، ڈراموں اور ادب کی دیگر شکلوں کے تجزیہ پر ہوتا ہے۔ ادب میں ایسی آوازیں شامل کرنا مصنف کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ کیرل اے نیوسن (Carol A Newson) پولی فونک کی اہمیت کے بارے میں اس طرح لکھتا ہے:

> As suggested earlier, polyphonic writing makes " an important change in the position of the auther. In a poly-phonic text the author gives up the type of control exercised in monologic works and attempts to creat several consciousnesses that will be truly independent of the author's and interact with genuine freedom."(6)

کرونوٹوپ "Chronotope"

روسی ادبی تھیوریسٹ میخائل باختین کرونوٹوپ کو ایک اصطلاح کے طور پر بیان کرتا ہے۔ یہ اصطلاح جو کہ ریاضی میں "Chronos" وقت کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ جب کہ "Topos" یعنی "خلا" سے نکلا ہے۔ باختین وقت اور جگہ کو داستانوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے دیکھتا ہے اور اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ادب میں وقتی اور مقامی رشتوں کا اظہار کس طرح کیا جاتا ہے۔ کرونوٹوپ کو ابتدائی طور پر مغربی ناول کے دو بڑے کرونوٹوپس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک داستانوی ادب جب کہ دوسرا ناول ہے۔ جہاں تک داستانوی کرونوٹوپس کا تعلق ہے تو اس میں قاری اپنی مرضی سے ایک دنیا تخلیق کر کے پوری دنیا کو وقت کے ساتھ بدلتی صورتِ حال کے طور پر تصور کرتا ہے۔ باختین سے پہلے وقت اور جگہ کو دو الگ چیزیں شمار کیا جاتا تھا جبکہ باختین کرونوٹوپ میں اس تصور کی تردید کرتے ہوئے وقت اور جگہ کو ایک چیز مانتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو کسی صورت الگ نہیں کیا جاسکتا۔ واقعات ہمیشہ ایک تاریخ سے منسلک ہوتے ہیں اسی طرح ہر بیانیہ ایک مخصوص دنیا کی تعمیر میں وقتی اور مقامی رشتوں کا ایک باطنی تعلق پیدا کرتا ہے۔

میخائل باختین داستانوی عہد کی بات کرتے ہوئے کہانی کو پلاٹ پر مرکوز رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اس عہد میں بیانیہ اپنی ایک مخصوص شکل میں ہوا کرتا تھا جیسے ہی ناول کا عہد شروع ہوا بیانیہ کو بدل دیا گیا مثلاً وکٹورین عہد میں صرف جنگوں اور لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس عہد کے ادب میں عورت کو فکشن میں شامل نہ کیا گیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ناول ایک مخصوص بیانیے کے تحت لکھے جارہے تھے اور ان کی سرپرستی سرمایہ دار لوگ کر رہے تھے۔ جس سے ان کی

آئیڈیالوجی کو فروغ مل رہا تھا۔ مابعد نو آبادیات میں ناول کا بیانیہ مزید بدل جاتا ہے اور اس عہد میں کہانی کا پلاٹ انتہائی محدود کر دیا جاتا ہے۔ پوری کہانی ایک بند کمرے میں تخلیق کر دی جاتی ہے اور ایسے مناظر پیش کیے جاتے ہیں جن کا تعلق سائنس فکشن خیالات سے ہوتا ہے۔ میخائل باختین اس عہد کی نسبت داستانوی عہد کو ایک زرخیز عہد قرار دیتا ہے جس میں خیالات پر کوئی پہرہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ ادیب اور قاری اپنی مرضی سے ایک جہان آباد کر کے اس سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ جب کہ ماڈرن ازم، نو آبادیات اور مابعد نو آبادیات میں مخصوص بیانیہ فروغ حاصل کر رہا ہے۔ گیری ساؤل، مورس، باختین کے کرونوٹوپ کے بارے میں اس طرح لکھتا ہے:

> The intervallic chronotope verves another " fuction, present long beforsterne. By forcgrounding the possibility of viewing action from two different chronotipic perspectives, it highlights the fact that cachchronotope is one of omang possible chronotopes."(7)

ادبی خدمات:

میخائل باختین روسی ادب میں ایک نمایاں شخصیت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ باختین کی زندگی 16 نومبر 1895ء سے لے کر 7 مارچ 1975ء کے عرصے پر محیط ہے۔ اس عرصے میں انہوں نے زندگی کے تلخ اوقات کا سامنا کیا اور ساتھ ہی انہوں نے اپنے تنقیدی کام کو جاری رکھا۔ باختین کا تنقیدی کام مختلف اوقات میں منظر عام پر آتا رہا۔ ان کے ادبی اور تنقیدی کام کو اس وقت فضیلت ملی جب 1960ء کے بعد ان کی تحریریں انگریزی میں ترجمہ ہوئیں اور ان کے کام کو دوبارہ پرکھنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ میخائل باختین کے کام کو پرکھا گیا تو درج ذیل تصورات ان کے تنقیدی کام میں ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ جن میں ہیٹروگلوسیا (Hetroglossia)، ڈگلوسیا (Diglossia)، کارنیوال (Cornival)، پولی فونک (Polyphonic) اور کرونوٹوپ (Chronotope) شامل ہیں۔ میخائل باخین کے تصورات "Toward a philosophy of the act"، "Problems of Dostoevshy's Poetics"، "Rabelais and his world"، "The dialogic Imagination" اور "Speesh genres and other late Essays" جیسی کتابوں اور مضامین میں شامل ہیں۔ دیکھا جائے تو میخائل باختین مارکسی فکر سے تعلق رکھتا ہے اور اسی بنیاد پر اس کو سیاسی عتاب کا نشانہ بنایا گیا۔ میخائل باختین کے تصورات کی بنیاد پر دنیا کے ادب کو پرکھا جا سکتا ہے اور ایسے عناصر کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ جو خالصتاً جمہوریت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آخری عہد میں جب اس کی تحریروں پر کام کا آغاز ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ باختین روسی ادب میں ایک روشن دماغ کا حامل شخص تھا۔

حوالہ جات

ا۔ عبدالعزیز ملک، روسی ہیئت پسندی، تعارف و تفہیم، جنرل آف ریسرچ، شمارہ 33، شعبہ اردو، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ص24

.2 Craig Brandist and other. The Bakhtin circle (in The master's Absence) university press manchester and New york, 2004, P64

.3 Mikhail Mikhailovich Bakhtin, Rebelais and his world, Translated by Helene Iswolsky, Indainad University Press, USA, 1984. P8

.4 Sue Vice, Introduction Bakhtin, Manchester university press, Manchester and New york, 1997, P19

.5 Warren Ginsberg, Chauceris Italian Tradition, the universityof Michigan Press, USA, 2002, P167

.6 Coral A Newson, The book job a context of moral imagiantions, Oxford university press, USA, 2003, P23

.7 Garg saul Morson, and other, Mikhail Bakhtin creatin of prosaics. Stanbord university press, USA, 1990, P404